20213-لڑکی نے والد کی رضامندی کے بغیر شادی کرلی

سوال

میری بہن نے ایک اچھے مسلمان شخص سے شادی کرلی لیکن اس میں والد کی رضامندی شامل نہیں تھی، میرے والد-جوکہ دین والے ہیں-نے اس شخص سے شادی کرنے سے اس لیے انکار کیا تھا کہ اس کا اخلاق اچھا نہیں تھا، جس کی وجہ سے میری بہن نے گھر سے بھاگ کر بغیر ولی کے خود ہی شادی کرلی، میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ شادی صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمدللہ

آپ کے والد نے اس برے اخلاق کے مالک سے شادی پر راضی نہ ہوکر ایک اچھا عمل کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کے والد کو بیٹیوں اورا پنے اہل وعیال پر ذمہ دار مقرر کیا ہے، جس کی بنا پر اس پر واجب ہے کہ وہ شرعی طور پر ان کے لیے کوئی اچھا اور بہتر خاوند اختیار کرے۔

لیکن آپ کی بہن نے ایک کی بجائے کئی ایک غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے جن میں سے کچھ کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے :

ایک غلطی تو یہ ہے کہ اس نے برے اخلاق کے مالک شخص کو اپنا خاوند بنایا۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ اپنے والدین کے گھر سے بھاگ نکلی جو بڑی خطرناک غلطی ہے۔

اورسب سے زیادہ خطرناک اور عظیم غلطی یہ ہے کہ اس سے ولی کے بغیر شادی رچالی۔

اس نے جو کچھ اپنے رب اورا پنے آپ اور گھر والوں کے بارہ میں جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کی حد جاننے کے لیے ان سب غلطیوں میں سے صرف ایک ہی غلطی کافی تھی، اورجب یہ سب غلطیاں جمع ہوجائیں تو پھر کتنا بڑا شنیع جرم ہوگا ؟

اس شادی کے بارہ میں ہم گزارش کریں گے کہ ایسی شادی باطل ہے اور صحیح نہیں، کیونکہ شادی میں لڑکی کے ولی کی موجودگی اوراس کی رضامندی رکن ہے اورولی کے ساتھ ہی شادی صحیح ہوگی۔

ذیل میں ہم قرآن وسنت میں سے اس کے دلائل پیش کرتے ہیں :

1-اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{تم انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو} البقرۃ(232)

2-اورایک دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا :

{اور مشرکوں سے اس وقت تک شادی نہ کروجب تک وہ ایمان نہیں لے آتے} البقرۃ(221)۔

3-اورایک مقام پر یہ فرمایا :

.{اورا پنے میں سے بے نکاح مرد وعورت کانکاح کردو}.النور(32)

ان آیات میں نکاح میں ولی کی شرط بیان ہوئی ہے اوراس کی وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان سب آیات میں عورت کے ولی کو عقدنکاح کے بارہ میں مخاطب کیا ہے اوراگر معاملہ ولی کا نہیں بلکہ صرف عورت کے لیے ہوتا توپھر اس کے ولی کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کی فقہ ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح بخاری میں ان آیات پر یہ کہتے ہوئے باب باندھا ہے (باب من قال) "لانکاح الا بولی" بغیر ولی کے نکاح نہیں ہونے کے قول کے بارہ میں باب ۔

احادیث میں سے دلائل :

1-ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا) سنن ترمذي حدیث نمبر (1101) سنن ابوداود حدیث نمبر (2085) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1881) ۔

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن ترمذی (318/1) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ۔

2-اورام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جو عورت بھی اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ، اوراگر (خاوند نے) اس سے دخول کرلیا تواس سے نفع حاصل اوراستمتاع کرنے کی وجہ سے اسے مہر دینا ہوگا ، اوراگر وہ آپس میں جھگڑا کریں اورجس کا ولی نہیں حکمران اس کی ولی ہوگا) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) سنن ابوداود حدیث نمبر (2083) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1879) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے حسن قرار دیا ہے ، اورابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان (384/9) میں صحیح کہا ہے اورامام حاکم رحمہ اللہ نے بھی مستدرک الحاکم (183/2) میں صحیح قرار دیا ہے اوراسی طرح علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے ارواء الغلیل (1840) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

اس لیے آپ کی بہن پرواجب اورضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے اپنے کیے کی معافی مانگے اورتوبہ واستغفار کرے ، اورا پنے والد کے پاس واپس آئے اوراس سے بھی معافی طلب کرے ، اوراسے یہ علم ہونا چاہیے کہ اس کا یہ نکاح باطل ہے اورعقد فسخ ہے جس کی بنا پر اس کا اس شخص کے ساتھ رہنا جائز نہیں کیونکہ وہ اس کا شرعی طور پر خاوند ہی نہیں ہے ۔

کیونکہ جب نکاح ہی صحیح نہیں تو خاوند کیسے ؟ اب یا تو اسے ولی کی رضامندی اورموجودگی میں تجدید نکاح کرانا ہوگا ، اگر ولی مقارنہ اورموازنہ کرکے دیکھے کہ اس کے سوء خلق کے فساد اوراس کے علیحدگی میں کیا خرابی لاحق ہوگی اسے دیکھتے ہوئے اگر وہ ان کے استقرار پر راضی ہوتا ہے توپھر ولی کی موجودگی میں تجدید نکاح ہو ۔

اوراگر ولی ان دونوں کے استقرار اوراکٹھے رہنے میں راضی نہیں توپھر ان کا یہ عقد نکاح خود بخود ہی فسخ ہوجائے گا ، اوراس شبہ کو ختم کرنے کے لیے کہ کہیں ان کا آپس میں باطل نکاح باقی نہ رہے اس شخص کو طلاق دینی لازم ہوگی ۔

اوربیٹی پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے والد کے اختیار کردہ رشتہ پر راضی ہو اوروالد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کے سعادت کے لیے کوئی اچھا اوردین والا رشتہ تلاش کرے جو اللہ تعالی کا ڈر اورخوف رکھنے والا اوراچھے اخلاق کا مالک ہو ۔

واللہ اعلم.